رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ؕ

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ فتح ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۶ء | نمبر ۴۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

(۲) دارالامان میں عید اضحیٰ ۹ مارچ بروز بدھ ہوئی۔

(۳) **درخواست دعا**۔ دہلی میں مکرمی مستری کریم بخش صاحب بعارضہ پتھری مبتلاء ہیں۔ جس سے ان کو سخت تکلیف ہے۔ احباب ان کی صحت کامل کے لئے دعا فرماویں۔

(۴) برادرم عبدالحق صاحب مجاہد امرت سری کے خلاف بدطینت لوگ ان کے افسروں کو بدظن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ وہ سب نامراد رہیں۔

مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء کے متعلق اعلان

حسب ہدایت حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء بعد نماز جمعہ شروع ہو کر ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء کی دوپہر تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ

ضروری ہے کہ جماعتیں جلد سے جلد باقاعدہ اپنے اجلاس عام منعقد کر کے مجلس مشاورت کے نمائندگان کا انتخاب کریں۔ اور اس کی دفتر ہذا میں اطلاع بھجوائیں۔ جماعتیں انتخاب نمایندگان کیوقت مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھیں۔

(۱) کوئی طالب علم مجلس مشاورت کا نمایندہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) جنہیں نمایندہ منتخب کیا جائے۔ وہ صاحب اس جماعت کے ممبر ہوں۔ اور ڈاڑھی رکھتے ہوں۔

(۳) کسی جماعت کا کوئی عہدہ دار سوائے امیر جماعت کے بلا انتخاب جماعت کا نمایندہ نہیں ہو سکتا۔

(۴) اگر کسی جگہ ایک ہی دوست ہوں۔ تو انہیں خط و کتابت کے بعد حصول اجازت بطور نمایندہ مشاورت میں شریک ہونے کے لئے آنا چاہیئے۔ (پرائیویٹ سکرٹری)

درخواست دعا حضرت صاحبزادہ میرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر آپ کے ساتھیوں کی کامیابی اور خیر و عافیت کے لئے درد دل سے دعائیں فرماتے رہیں۔ اللہ ان کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

ناظرین فاروق کو عملہ فاروق کی طرف سے عید مبارک

فاروق کی اپیل کا جواب ضرور دیں!

(ایڈیٹر)

تعجب ہے کہ آپ نے ابتک فاروق کی اپیل کا جواب نہیں دیا!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

جلد ۲۰ ۔ قادیان دارالامان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۶ء ۔ نمبر ۴۳

دافع الاوہام پر سرسری نظر

سرشٹی اتپتی سے لیکر پرماتما کا یہ نیم چلا آیا ہے۔ کہ جب بھی وہ دنیا میں کسی مہاپرش کو اپنا گیان دیکر لوگوں کے ادھار کے لئے بھیجتا ہے۔ تو وہ لوگ جن کو اندھکار سے پریم ہوتا ہے۔ وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے ظاہری سامانوں کے ساتھ پوری کوشش کرتے ہیں۔ کہ یہ پودا جس کو پرماتما نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اکھاڑ دیں لیکن باوجود ان کی پوری کوششوں کے وہ مہاپرش سنسار میں آکر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ان میں سے جو لوگ اس مہاپرکتی کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر لیتے ہیں۔ وہ پاپوں کے مہاساگر کو پار کر کے پرم پتا پرماتما کے پاس چلے جاتے ہیں۔ پر نتو جو اس کا نرادر کرتے ہیں۔ وہ نانا پرکار کے پاپوں کو بھوگتے ہوئے انت میں نرک میں گرتے ہیں۔

اس زمانہ کا اوتار

المغرض یہ اصول تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ کہ تقریباً پرماتما کے بھگت دنیا سے کامیاب اور بامراد ہو کر جاتے ہیں۔ اور ان کے مخالف ناکام رہتے ہیں۔

اس زمانہ میں جبکہ چاروں طرف اندھکار کا زور تھا۔ اور لوگ روحانی پانی کے بغیر پیاسے مر رہے تھے۔ تو پرماتما نے اپنی اپار دیا سے ایک منش کو جگت کے سدھار کے لئے بھیجا جس نے آکر خدا تعالیٰ کی توحید کو پیش کرتے ہوئے تمام دھرم والوں کو صلح اور پریم کی تعلیم دی۔ لیکن اس طرح انکے ساتھ بھی سلوک کیا گیا۔ جیسے کہ پہلے رشیوں اور مہرشیوں کے ساتھ اگیانی لوگ کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ کو مارنے کے منصوبے سوچے گئے۔ لیکن اس پرماتما نے آپ کی رکھشا کی جس نے آپ کو سنسار کے ادھار کے لئے بھیجا تھا۔ آپ کو اخلاق سے گری ہوئی نہایت گندی گالیاں دی گئیں۔ اور آریہ سماج تو گالیاں دینے میں سب سے بازی لے گیا۔ (دیکھو کلیات آریہ مسافر چور اور چتر قادیانی مسیح کا کچا چٹھا دافع الاوہام وغیرہ سینکڑوں کتب)

لیکھرام کی مخالفت

آپ نے اسلام کی صداقت میں کئی کتابیں لکھیں۔ جن میں یہ ثابت کیا گیا۔ کہ پرماتما کا درشن کرنے کے لئے اس زمانہ میں اگر کوئی دھرم ہے۔ تو وہ صرف اور صرف ایک ہی دھرم ہے جو کہ اسلام کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کے بغیر اب کوئی دوسرے دھرم پر چل کر پرماتما کا درشن نہیں کر سکتا۔ اور پھر آپ نے لوگوں کو دعوۃ اسلام دی۔ کہ اگر آپ لوگ نرپکش ہو کر اسلام کا مطالعہ کریں گے۔ تو یقیناً آپ لوگ میری تائید کرینگے۔ چنانچہ آپ کی اس رواداری کی تعلیم نے لوگوں پر اثر کیا۔ اور کئی لوگ اس وقت اسلام میں داخل ہوئے۔ لیکن بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جنہوں نے آپ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اور آپ کے دلائل کو توڑنے میں اسمرتھ ہو کر نہایت گندے اور غلیظ گالیوں سے بھرے ہوئے آپ کے خلاف اشتہار نکالے۔ ان میں سے سب سے پہلی صف میں پنڈت لیکھرام کا نام لیا جاتا ہے۔ پنڈت لیکھرام نے نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کے پوجیہ آقا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی نہایت بے باکی سے زبان درازی کی۔ اور وہ وہ گالیاں دیں۔ کہ قلم ان کو لکھنے سے قاصر ہے۔ (ملاحظہ ہو کلیات آریہ مسافر)

آپ نے اس کو سمجھایا۔ کہ پاکوں پر زبان طعن دراز کرنا اچھا ثمر نہیں لایا کرتی۔ لیکن وہ اپنی زبان درازی سے نہ رکا۔ بلکہ بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ خود آریہ سماجی ان کی اس زبان درازی پر شاکی تھے۔ جیسا کہ ذیل کے حوالہ سے ظاہر ہے۔

"پنڈت لیکھرام جی کو ویدک دھرم کے ساتھ خاص پریم نے کسی قدر متعصب بنا دیا تھا۔ اور ایسے وقت میں وہ دوسروں کی کمزوری کے لئے بھی معاف کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے۔ ویدک مسئلوں کی تعریف سنکر وہ خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔ بلکہ مغلوب الغضب ہو کر بلا لحاظ درتبہ وغیرہ کے فریق مخالف پر بعض وقت نہایت سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے"

(آریہ مسافر میگزین ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

فاروق کی اپیل کے جواب کا آپ کی طرف سے ابتک انتظار ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخر جب یہ اپنی زبان درازی سے نہ رُکا۔ تو آپ نے خدا تعالےٰ سے علم حاصل کر کے اس کے متعلق وعید کے رنگ میں پیشگوئی کی۔ کہ یہ شخص اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے چھ سال کے اندر مارا جائے گا۔ چنانچہ وہ اس مدت کے اندر اندر غیبی طاقت کے ذریعہ سے قتل کیا گیا۔ اور اب آریہ سماج ہر سال اس خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کی خاطر اسکا اتسو کر کے اُس پیشگوئی کو دنیا کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور اخباروں اور ٹریکٹوں دوارا بھی اس پر وہ بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ لیکن جب آریہ سماج نے دیکھا۔ کہ اس پیشگوئی کا لوگوں پر خاص اثر ہے۔ اور احمدی جماعت کے اپدیشک ہر جگہ اس کو پیش کر کے اسلام کی صداقت کا اظہار کرتے ہیں۔ تو انہوں نے متفقہ طور پر ایک نو آریہ مرتد مہاشہ صاحب کو (جو کہ پہلے مسلمان تھے) اس کام پر لگایا۔ اور سینکڑوں روپیہ خرچ کر کے اس سے ایک کتاب "بنام دافع الاوہام" حال میں لکھوا کر شائع کی۔ جو کہ اس وقت میرے سامنے ہے۔ میں نے اس کتاب کو ایک سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ اس میں محض طوالت اور مغالطہ دہی کی ناکام کوشش کر کے اُن باتوں کو دُہرایا گیا ہے۔ جن کے جواب احمدیہ جماعت کی طرف سے نہایت وضاحت سے بارہا دیئے جا چکے ہیں۔ کوئی نئی دلیل پیشگوئی کے خلاف پیش کرنے سے مہاشہ مذکور بالکل درماندہ رہا ہے۔ اگرچہ اس کے اوہام کا ازالہ پہلے بہ تفصیل ہو چکا ہے۔ اور اب اس کے جواب کی ضرورت نہیں۔ جب تک کہ آریہ سماج احمدیہ جماعت کے اُن مدلل ثبوتوں کا جو لیکھرام والی پیشگوئی کی صداقت میں شائع ہو چکے ہیں۔ جواب الجواب نہ دے لے۔ مگر تاہم آریوں کی تعلی و بیجا تعریفوں کو جو وہ اس کتاب کے بارے میں اپنے اخبارات کے ذریعہ کرتے رہتے ہیں۔ دیکھ کر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کتاب پر ایک سرسری نظر ڈالی جاوے۔ اِس لئے ہم نے مختصراً اس پر کچھ لکھنا چاہا ہے۔

بلیدان اور شہید

کتاب کے شروع کرنے سے پہلے مہاشہ جی نے "شہید" کے لفظ پر بھی کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ "شہید کے مقابل پر ویدوں میں بلیدان کا لفظ آیا ہے۔ پس مسلمانوں کا یہ کہنا کہ شہید کا لفظ ویدوں میں نہیں۔ بلکہ یہ عاریتہً اسلام سے لیا ہوا ہے۔ غلط نکلا" ملخصاً

مہاشہ جی نے اپنی تائید میں دو منتر پیش کئے ہیں۔ اور ان سے یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے۔ کہ شہید کے مقابل پر ویدک دھرم میں بھی ایک لفظ ہے۔ جس کو "آتم بلیدان" کے نام سے پکارتے ہیں۔ چنانچہ وہ منتر یہ ہیں۔

(۱) **پہلا منتر رگوید کا ہے۔** جس میں ایک "شہید ہوشمان" آیا ہے۔ ہوش کے معنی ویر یہ کے ہیں۔ معلوم نہیں مہاشہ جی کس جرأت کے ساتھ ویر یہ کے وان کے معنی "آتم بلیدان" کے کرتے ہیں۔ نہ لغت اس کی تائید کرتی ہے اور نہ ہی محاورات میں یہ لفظ کسی جگہ استعمال ہوا ہے۔ یہ محض مہاشہ جی کا ایجاد کردہ ہے۔

---

(۲) دوسرا منتر بھی مہاشہ جی نے رگوید کا ہی لکھا ہے۔ جس میں ایک لفظ "داشوشے" آیا ہے۔ جس کا معنیٰ مہاشہ جی نے "آتم بلیدان کرنے والا" کیا ہے۔ حالانکہ جو آدمی ذرا بھی سنسکرت سے مس رکھتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اس کے یہ معنی نہ لغت اور نہ ہی کسی محاورہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور تو اور خود آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے بھی اس کے یہ معنی نہیں کئے۔ چنانچہ انہوں نے خود رگوید کے بھاشیہ کرتے ہوئے اس کے معنی "سرو سوم دت وتے" یعنے بغیر لالچ کے اعلیٰ اعلےٰ پدارتھوں کے دان کرنے والے" لکھے ہیں۔

(رگوید بھاشیہ ص ۲۵)

پس داشوشے کے معنی اعلیٰ اعلیٰ پدارتھوں کا دان کرنا ہے نہ "آتم بلیدان" جیسا کہ مہاشہ جی نے سمجھا ہے۔

بلیدان کا ارتھ

"آتم بلیدان" کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو کہ شہید کے قائم مقام ہو سکے کیونکہ بلیدان کے معنوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر وہ مفہوم نہیں پایا جاتا۔ جس کو کہ مہاشہ جی ظاہر کر رہے ہیں۔ چنانچہ لغت میں بلی کے معنی کئی آئے ہیں۔ (۱) پوجا کی بھینٹ (۲) راجا سے لینے یوگیہ حصہ (۳) اپراد (۴) چامر ڈنڈ۔ (۵) چوری (۶) بھوت یگیہ (۷) چمڑے کا ڈھیلا پڑ جانا۔ (۸) پیٹ کا حصہ (۹) پاخانہ کی جگہ پر اکنڈ کے سمان گوشت کا ٹکڑا (۱۰) ایک دیتہ کا نام ہے۔

یہ دس معنی لغت میں بلی کے ہیں۔ اب اس کے ساتھ آپ "آتم" کو لگائیں اور بتائیں۔ کہ آپ کس معنی سے یہ مفہوم نکالتے ہیں۔ لیکن آپ کو کیا۔ نہ لغت سے غرض اور نہ محاورات سے مطلب۔ آپ نے تو سنسکرت کا ایک لفظ لکھ کر جو کچھ دل میں آیا لکھ دیا۔

خودکشی

اگر آپ کے مفہوم کو مان لیا جائے تب بھی یہ شہید کے مترادف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسلامی اصطلاح میں اس کو شہید کہتے ہیں۔ جو کہ خدا کی راہ میں لڑتا ہوا کفار کے ہاتھوں سے مارا جائے۔ نہ کہ وہ جو خود اپنے آپ کو مار دے۔ جو اپنے آپ کو خود ہلاک کرے اسلام اس کو خودکشی قرار دیتا ہے۔ اور خودکشی شریعت اسلام میں گناہ کبیرہ ہے۔ پس اگر "آتم بلیدان" کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو دان کرنے والا یعنی اپنی جان کو مارنے والا تو یہ خودکشی ہے۔ اور خودکشی گناہ کبیرہ ہے۔ اور جگناتھ میں رتھ کے نیچے پڑ کر مرنے والوں کے لئے اس کا استعمال بہت مناسب ہے۔ یا ستی ہونے والوں کے لئے "آتم بلیدان" کا لفظ موزون ہے۔

پس آریہ سماج کے پاس اس کا کوئی جواب

چار دفعہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ آپ کے ذمہ جو فاروق کا بقایا ہے جلد بھیجدیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہے۔ کہ "لفظ شہید" اس کا سرقہ ہے۔ اور اس کا استعمال اسلامی اصطلاح ہے اور اس کے مقابل پر آریہ سماج کے پاس کوئی ایسا لفظ نہیں ہے۔ جس کو وہ استعمال کریں۔

شہید کے معنے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ شہید کے معنی کسی مومن کا کفار کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مارا جانا شہید کہلاتا ہے۔ چنانچہ عربی کی لغت جو کہ ایک عیسائی کی بنائی ہوئی ہے۔ اس میں شہید کے معنی "یقتل فی سبیل اللہ" لکھے ہیں۔ یعنی جو آدمی دین کی حفاظت کرتا ہوا دشمنوں کے ہاتھوں سے مارا جائے"۔ نہ یہ کہ وہ خود اپنے آپ کو ہلاک کرلے۔ جیسا کہ بلیدان کے مفہوم سے ظاہر ہے امید ہے کہ مہاشہ جی اس پر غور کر کے ستیہ کو گرہن کرینگے :: (باقیدارد)

ثناءی مشن

انعامی چیلنج

بنام

مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث۔ عبداللہ معمار۔ حکیم محمد علی امرتسری

واضح ہو کہ مولوی ثناء اللہ نے "تعلیمات مرزا" طبع دوم کے صفحہ ۳ پر اور عبداللہ معمار نے "محمدیہ پاکٹ بک" کے صفحہ ۸۱ پر حکیم محمد علی نے "سوانح مرزا" کے صفحہ ۱۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۴۷ کی عبارت کا حسب ذیل ترجمہ منسوب کیا ہے "میرے منکر مسلمان حرامزادے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں نے مجھے قبول کیا اور میری دعوت کو مانا مگر کنجریوں کی اولاد نے نہیں مانا"۔ وغیرہ وغیرہ میری طرف سے آپ صاحبان کو کھلا چیلنج ہے۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے علاوہ احمدیہ لٹریچر سے مذکورہ بالا ترجمہ دکھادیں۔ تو آپ کو مبلغ ۲۵ روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ اگر آپ نہ دکھا سکیں۔ اور انشاء اللہ اگر تمہارے چھوٹے بڑے زندہ مردہ سب ملکر بھی زور لگائیں۔ تو ہرگز نہ دکھا سکو گے۔ تو میری طرف سے یہ انعام بھی میرے مضمون کو پڑھتے وقت اپنے اپنے گلے میں لٹکا لینا ؎

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر :: سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

(محمد عبدالحق مجاہد امرت سری از بھومال وڈالہ ضلع امرت سر)

احراری مشن

ایک بے شرم احراری کی کذب بیانی!

اخبار "احسان" مورخہ ۲/۳۶ ۸ میں کسی گم نام بدبخت احراری نے ایک مضمون بعنوان "قصبہ مجیٹھہ میں مسلمانوں اور مرزائیوں کا مناظرہ" شائع کر کے لکھا ہے۔ کہ ۲/۳۶ ۲ کو قصبہ مجیٹھہ میں فرقہ ضالہ کیساتھ زبردست مناظرہ ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی عبدالغنی آزاد خطیب جامع تھے۔ اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی عبدالحی و مولوی نام نمعلوم تھے"۔ (احسان ۸ر فروری ۱۹۳۶ء صہ ۸) مجیٹھہ میں ہماری طرف سے ۲/۳۶ ۲ کو کوئی مناظرہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ہمارے علاقہ میں کوئی مولوی عبدالحی ہے۔ اور نہ ہی کوئی مولوی نام نمعلوم ہے۔ اس جنیث احراری نے جھوٹ بولتے وقت ذرا بھی شرم وحیا سے کام نہیں لیا۔ شاید ان کی اس شریعت میں جھوٹ بولنا بھی ایک جزو ایمان لکھا ہے۔ جس شریعت کا امیر عطاء اللہ بخاری ہے۔ ہم نامہ نگار احسان کے لئے مبلغ دو روپے انعام جناب چوہدری غلام محمد صاحب میونسپل کمشنر کے پاس جمع کراتے ہیں۔ کہ وہ ثابت کرے۔ کہ ۲/۳۶ ۲ کو مسئلہ ختم نبوت پر چار گھنٹہ مناظرہ کب ہوا۔ مضمون نگار چاہے تو ملا عبدالرحمن صدر مجلس احرار نتیجہ کلاں ضلع گورداسپور کو بھی ساتھ ملالے۔ جو جھوٹ بولنے میں سب پر فائق ہے ::

(محمد عبدالحق مجاہد امرت سری)

چار اخبار نصف قیمت میں

تین دوستوں نے آٹھ روپیہ فاروق کی امداد میں عطاء فرمائے ہیں۔ چوہدری نورالدین صاحب ذیلدار، مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری۔ بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی۔ میں ان کے اس عطیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوا چار ایسے غریب احمدیوں کے نام نصف قیمت یعنی دو۔ دو روپیہ میں سال بھر کیلئے فاروق جاری کرنا چاہتا ہوں۔ مستحق دوست دو دو روپیہ بھیجدیں۔ تو انکے نام ایک سال کیلئے فاروق جاری کر دیا جائیگا۔ اور اگر وی۔پی منگائیں گے تو دو روپیہ پانچ آنہ کا وی پی ہوگا۔

(ایڈیٹر)

قبل ازیں آپ کیخدمت میں چار دفعہ لکھا ہے کہ اپنا چندہ سال رواں کا عطا فرمادیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

ایک پیغامی کی یاد دہانی کا جواب

بسم اللہ

کہتے ہیں۔ کسی شہر میں ایک پاگل سی عورت رہتی تھی۔ وہ سارا دن بازاروں اور گلی کوچوں میں اس شوق میں گھومتی رہتی۔ کہ تا شہر کے لڑکے اس کو چھیڑتے چھاڑتے رہیں۔ اس کو اس چھیڑ چھاڑ کا کچھ ایسا چسکا پڑ گیا۔ کہ اگر کسی دن اس کو کوئی لڑکا نہ ملتا۔ تو وہ بڑی بے چین ہوتی۔ اور کہتی پھرتی۔ کہ آج شاید شہر کے تمام لڑکے مر گئے ہیں

ہمارے مکرم ایک پیغامی صاحب کو بھی اس بات کا بڑا شوق لگا رہتا ہے۔ کہ ان کو کوئی نہ کوئی چھیڑتا رہے۔ اور اگر ان سے کوئی چھیڑ خانی نہ کرے۔ تو آپ کو بڑی تلملاہٹ اور بہت گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اور پھر اسی بے چینی کی حالت میں آپ یونہی واہی تباہی جو منہ میں آتا ہے بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی کسی عالم کو چیلنج کرنے لگ جاتے ہیں۔ کبھی اسی بے بسی کی حالت میں اپنے علم کی ڈینگیں مارنی شروع کر دیتے ہیں۔ اور کبھی بڑے آدمی کی پگڑی اچھالنی شروع کر دیتے ہیں۔

چنانچہ کچھ عرصہ تک مکرم مولوی محمد علی صاحب آپ کا تختہ مشق بنے رہے۔ جیسا کہ ذیل کے حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ اور یہ سب کچھ ان سے اپنی عادت سے مجبوری کی حالت میں سرزد ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ آپ مولوی صاحب موصوف کی شان میں فرماتے ہیں۔

(۱) "مولوی محمد علی صاحب نے لاہور میں مسجد ضرار[1] قائم کی ہے"۔ (فیصلہ حکم۔ ناقل)

پھر مولوی صاحب موصوف کو غیر احمدیوں سے بھی کوڑ مغز ظاہر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔ کہ

(۲) "غیر احمدی تو آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کو پیش کر کے نبوت مسیح موعودؑ کا انکار کرتے ہی تھے۔ اور ہماری طرف سے ان کو یہ جواب کافی ہے۔..... جبکہ آنے والا عیسےٰ نبی اللہ اسی امت میں سے ہے۔ اور وہی امام مہدی بھی ہے۔ تو ختم نبوت کا اعتراض اڑ جاتا ہے۔ اور غیر احمدی خاموش رہ جاتے ہیں۔ لیکن آہ مولوی محمد علی اور ان کے ہم خیال اُنہی بوسیدہ اعتراضوں کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور کئی دفعہ جواب پا کر بھی خاموش نہیں ہوتے"۔

پھر یہ پیغامی صاحب جب دیکھتے کہ مولوی صاحب موصوف لمبی لمبی سرد آہیں سن کر بھی خاموش رہتے ہیں۔ تو آپ پاگل مذکورہ کی طرح گالیوں پہ اُتر آتے۔ اور بڑی تعلیاں کرتے ہیں۔ کہ شاید اس ڈھب سے ہی کسی میں حرکت پیدا ہو۔ اور آپ سے مخاطب ہو جائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ"۔ یہ الفاظ حضرت عائشہ صدیقہ کے ہیں۔ جو آپ نے خاتم الانبیاء اور حدیث لا نبی بعدی کے معنوں کو واضح کرنے کے لئے فرمائے تا آپ کی روحانی اولاد (مثلاً مولوی محمد علی صاحب اور آج کل یہ پیغامی صاحب۔ ناقل) کبھی اندھوں کی طرح یہ ٹھوکر نہ کھائے۔ کہ مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر دے۔ اور خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کو بطور دلیل پیش کر دے۔ (اور کہے کہ آیت و حدیث) کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسے بعض نادان مثلاً پیغامی صاحب ہی۔ ناقل) آج پیش کر رہے ہیں۔ اور اپنی کم علمی سے کہتے ہیں۔ کہ عائشہ کے قول کو دیوار پر مارو۔ یہ حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔ او ظالمو! یہ تم کو کس طرح معلوم ہوا"۔ (حوالہ کے لئے دیکھو قول فیصل ٹائیٹل)

مذکورہ گالیوں اور آہ و بکا کے باوجود بھی مولوی محمد علی صاحب نے ان صاحب کی خواہش پوری کی نہ کی۔ اور ان کو منہ لگایا کہ نہ لگایا۔ ہمیں اس سے تو کوئی سروکار نہیں۔ مگر اس سے یہ تو معلوم ہو گیا۔ کہ آج ان پیغامی صاحب کا جماعت احمدیہ سے نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق چھیڑ خانی کرنا۔ یا کوئی سوال کرنا یا کوئی مطالبہ کرنا۔ اُسی اپنی عادت سے مجبوری کی بنا پر ہے۔ ورنہ نبوت مسیح موعود کے متعلق وہ کونسا عقدہ ہے۔ جس کی آنجناب اپنے دانتوں سے گرہ کشائی نہیں فرما چکے۔ چنانچہ میں نے اوپر کے حوالے ایسے ہی درج کئے ہیں۔ جن سے دونوں مطلب حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی ان پیغامی صاحب کی چھیڑ خانی کی عادت اور مسئلہ نبوت کا حل۔

ورنہ وہ بتائیں ان کو اب کونسی انسداد نبوت کے متعلق ایسی دلیل مل گئی ہے۔ جو بقول ان کے بوسیدہ نہیں۔ اور جس کا متعدد بار جواب نہیں دیا جا چکا۔ اور جس کی وجہ سے ان کو مسجد ضرار کے بانیوں۔ نادانوں۔ کم علموں اور ظالموں اور ہٹ دھرموں کی صف میں کھڑا ہونا پڑا۔

آمدم برسر مطلب

انہی پیغامی صاحب نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر ۱۵ فروری ۳۶ء کے پیغام صلح میں ایک مضمون درج کروایا۔ جس کا عنوان ہی بدقسمتی سے ان کی عادت کا اظہار کر رہا ہے۔ یعنی "قادیانی

---

[1] رسول کریم کے زمانہ میں جب منافقین کو صحابہ کی موجودگی میں شرارتیں کرنے کا موقعہ نہ ملتا تو وہ بہت گھبراتے۔ آخر انہوں نے ایک الگ مسجد بنائی۔ تاکہ وہاں سے جمع ہو کر آنحضرتؐ کے خلاف سازشیں کریں۔ آخر وہ مسجد اذن الٰہی سے گرا دی گئی۔ اور اس کا نام مسجد ضرار رکھا۔ اسی طرح آپ مولوی صاحب [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت سے مطالبہ کی یاد دہانی"۔ گویا آپ تڑپ رہے ہیں۔ کہ کسی طرح کوئی آپ کو چھیڑے۔ اور آپ کو چین آئے۔ حالانکہ آپ کے مضمون کو پڑھا جاوے۔ تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ ایک دن اسی بزرگ پیغامی کو جو جو عیوب مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام کے نمایاں طور پر نظر آتے تھے۔ آج ان میں خود مبتلاء ہیں۔

آپ نے ایک مضمون "کیا تکمیل شریعت مانع نبوت ہے" (الفضل یکم جولائی ۱۹۲۰ء) میں شائع فرمایا اس میں آپ نے ظاہر فرمایا۔ کہ "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مخالفت میں ایسی راہ اختیار کی۔ جس سے مومن کا دل کانپ جاتا ہے۔ اور ربنا لا تزغ قلوبنا کی دعا بے اختیار منہ سے نکل جاتی ہے"۔ اور پھر فرمایا۔ کہ "مولوی صاحب موصوف حوالہ کو عمداً پورا اور کما حقہٗ درج نہیں فرماتے اور یہ ان کا ظلم عظیم ہے۔ اور ان کی کمزوری کی دلیل ہے وغیرہ"۔ آج بالکل اسی طرح یہ صاحب ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔ اور اس کو حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت ظاہر فرماتے ہیں۔ پھر اس سے ایک نتیجہ نکالتے ہیں۔ حالانکہ نہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت ہے نہ اس سے وہ نتیجہ نکلتا ہے۔ محض اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے اپنی کمزوری کو چھپانے۔ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے آپ نے حضرت اقدسؑ کی عبارت میں کتر بیونت کی۔ جس کو دیکھ کر فی الواقعہ مومن کا دل کانپ جاتا ہے۔ اور ربنا لا تزغ قلوبنا کی دعا بے اختیار منہ سے نکل جاتی ہے۔

آپ لکھتے ہیں "کہ حقیقۃ الوحی میں جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ کہ "میں ایک پہلو سے امتی ہوں۔ اور ایک پہلو سے نبی۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں"

پھر اس عبارت کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کر کے اس سے بزعم خود یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ حقیقۃ الوحی کی اس عبارت کا منشاء یہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ مجازاً نبی ہیں نہ کہ حقیقتاً" یا یہ کہو۔ کہ ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی سے مراد محدث ہی ہے"۔

حالانکہ مذکورہ عبارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رقم فرمودہ حقیقۃ الوحی میں تو درج نہیں۔ ہاں ایجاد بندہ کتاب میں ہو تو ہو۔ تو جب اصل عبارت ہی نہیں۔ تو اس سے جو نتیجہ نکلے گا۔ وہ بھی ایجاد بندہ ہی ہوگا۔ خواہ گندہ ہی کیوں نہ ہو۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ اس پیغامی نے کیوں اصل عبارت بمع حوالہ نقل نہیں فرمائی۔ اس کا جواب وہی ہے۔ جو یہی پیغامی صاحب ۱۹۲۰ء میں مولوی محمد علی صاحب کو دے چکے ہیں۔ کہ اپنی کمزوری کو چھپانے۔ اور اپنے خلاف ہونے کی وجہ سے۔ حالانکہ حقیقت الوحی کی اصل عبارت یہ ہے۔ جس سے محدثیت کی بجائے حقیقتاً نبوت ہی ثابت ہوتی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ "جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن کریم کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں۔ اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں" (ضـ ۳۲)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ حقیقتاً نبی ہی ہیں۔ ہاں آپ کو براہ راست نبوت نہیں ملی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت سے نبوت ملی ہے۔ جیسا کہ اسی پیغامی نے خود مانا ہوا ہے۔ کہ "ناظرین کرام کو معلوم ہے۔ کہ مباحثہ شملہ کا فیصلہ درباره نبوت مسیح موعود مدت سے شائع ہو چکا ہے۔ جس کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ واقعی نبی ہیں۔ اور بلحاظ نفس نبوت حضرت مسیح ناصری سے افضل ہیں"۔ (الفضل ۱۲ر فروری ۱۹۲۰ء) مگر اب یہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "جو نبی ہو وہ کسی کے فیضان سے نبی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے حضرت اقدس کا دعوے نبوت کا نہیں۔ بلکہ محدثیت کا ہے"۔

اور پھر مطالبہ کیا ہے "کہ اگر فیضان نبوت سے کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ تو حضرت اقدس کی تحریر دل سے دکھایا جاوے"۔

لیجئے صاحب ہم آپ کا مطالبہ پورا کرتے ہوئے گذارش کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بارہا بیان فرمایا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل تو انعام نبوت براہ راست ملتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب انعام نبوت تو ملیگا۔ مگر ملے گا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے فیضان سے۔ باقی سب راستے مسدود ہیں۔ اب تعلق باللہ کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا واسطہ ضروری ہے نہ صرف حصول نبوت کے لئے بلکہ ہر ایک روحانی انعام کے لئے۔

اور اُمتی کا لفظ حضرت اقدس نے صرف اس مفہوم کو واضح کرنے کی خاطر استعمال فرمایا ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہونے کی وجہ سے اور آپ کی نبوت کے فیضان کی وجہ سے ملا۔ اگر امتی کا لفظ آپ کبھی بھی استعمال نہ فرماتے۔ تو کئی کج فہموں کو اعتراض کا موقعہ ملتا۔ اور وہ سمجھ لیتے۔ کہ شاید آنحضرت سے الگ ہی کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

حوالہ نمبر ۱ امتی نبی کا مفہوم

یاد رہے۔ کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سنکر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں

آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ فاروق کی اپیل کا جواب دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو ملی تھی۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ (یعنی براہ راست نبی ہونے کا) بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت تک پہنچایا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ) اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔"

حوالہ مذکورہ کسی تشریح کا محتاج نہیں اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے پہلے براہ راست نبی ہوتے تھے۔ مگر اب رسول کریم صلعم کی اطاعت ضروری ہے۔ اور اطاعت کرنے والا چونکہ امتی ہوتا ہے۔ اس لئے اب رسول کریم صلعم کا فیض ظاہر کرنے کے لئے نبی کے ساتھ امتی کا لفظ بولا جائیگا۔ ورنہ آپ کی نبوت نبوت ہی ہے نہ کہ محض محدثیت

حوالہ نمبر ۲۔ تجلیات الٰہیہ صـ۵ کے حاشیہ میں امتی نبی کے معنے فرماتے ہیں "کہ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا۔"

حوالہ نمبر ۳۔ جو بالکل اس مفہوم کو واضح کر دیتا ہے یہ ہے کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں "یہ ضرور یاد رکھو۔ کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسا آیت لا یظھر علے غیبہ الخ سے ظاہر ہے۔ پس مصفےٰ غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفےٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفےٰ غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے فتدبر"

(ایک غلطی کا ازالہ)

اس عبارت سے صاف واضح ہو گیا کہ اس امت کو بھی انعام نبوت ملے گا۔ مگر رسول کریم صلعم کی اطاعت سے۔

نکتہ کی بات

مولوی محمد علی اور آپ کے ہمنوا اور بالخصوص ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کہا کرتے ہیں۔ کہ صدیقیت شہادت اور محدثیت وغیرہ مقام روحانیہ سب اکتسابی ہیں۔ اور صرف نبوت موہبت الٰہیہ ہے۔ تو جس صورت میں یہ تمام دوست صرف مقام نبوت کو ہی موہبت قرار دیتے ہیں۔ تو اب ان کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ یہ موہبت الٰہیہ یعنی نبوت حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق امت محمدیہ کو بھی حاصل ہو گی۔

نیز حضرت اقدس کے مذکورہ بالا فرمان سے وہبی و کسبی کا خلجان بھی نکل جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ ایک طرف تو ایک انعام کو موہبت الٰہیہ قرار دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے حصول کے لئے صرف اکتساب یعنی فنا فی الرسول کے دروازہ کو کھلا فرماتے ہیں۔

دوسرے مطالبہ کا حل!

پیغامی صاحب کے ایک مطالبہ کو کما حقہٗ پورا کرنے کے بعد اب ہم ان کی دوسری بات کو لیتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں "کثرت مکالمہ مخاطبہ جس میں کثرت امور غیبیہ ہوں جزو نبوت ہے نہ کہ نبوت"۔

آپ کا یہ فرمان بھی کسی نیم مدہوش کی بے بسی سے نکلے ہوئے کلام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ صاف طور پر فرماتے ہیں۔

ملا ۱ "آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۶۸)

ملا ۲ "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔" (حقیقۃ الوحی صـ۳۹)

ملا ۳ "خدا تعالیٰ کی یہ اصطلاح ہے۔ جو کثرت مکالمات اور مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا۔ یعنے ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔" (چشمہ معرفت صـ۳۲۵)

ملا ۴ "جب مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جاوے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔" (الوصیت صـ۱۲)

ملا ۵ "میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔" (تجلیات الٰہیہ صـ۲۵-۲۶)

تعجب ہے۔ ایسے واضح اور کھلے ارشادات کی موجودگی میں اس جدید پیغامی نے کس طرح یہ کہنے کی جرأت کی۔ کہ کثرت مکالمات و مخاطبات جزو نبوت ہے نہ کہ نبوت۔ ہاں سچ ہے۔ کہ ایسے حالات کو ملحوظ رکھ کر ہی حضرت اقدسؑ نے فرمایا تھا ؎

دھو دیئے دل سے وہ سارے صحبتِ دیریں کے رنگ
پھول بن کر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خار
جسقدر نقدِ تعارف تھا وہ کھو بیٹھے تمام
آہ یہ کیا دل میں گندا میں ہوں اس سے دلفگار

(مسیح موعودؑ)

باوجود آپکو چار دفعہ یاد دہانی کرانے کے آپ فاروق کی اپیل کا جواب نہیں دیتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بعد یہ پیغامی صاحب بحوالہ الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء فرماتے ہیں۔ کہ گویا حضرت اقدسؑ نے مجدد صاحب سرہندی کا ایک حوالہ اسی امر کے ظاہر کرنے کے لئے درج فرمایا ہے۔ کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ والا نبی نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ حضرت اقدسؑ نے ان کی گواہی صرف اس بارہ میں پیش فرمائی ہے۔ کہ وہ بھی اس امت میں مکالمہ مخاطبہ کے قائل ہیں۔ وبس۔ جیسے فرمایا "مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ، خود بھی اقرار کرتے ہیں۔ مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں۔" (حوالہ مذکور)

پیغامی صاحب نے دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے حضرت اقدسؑ کے اس فرمان سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ کہ حضور فرماتے ہیں۔ "وہ لکھتے ہیں۔ کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں۔" اس سے پیغامی صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ پانے والے اولیاء اللہ کو مجدد صاحب کی شہادت سے محدث اور نبی لکھا ہے۔ جس کے صاف یہ معنے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک ایک ولی کو محدث یا نبی کہنا ایک ہی بات ہے۔"

حالانکہ ایک ادنیٰ تدبر کرنے والا اور معمولی عقل کا آدمی بھی مذکورہ فرمان سے یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس پیغامی نے نہایت تحکم اور دیدہ دلیری سے کام لیا ہے۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ نے مجدد صاحب کی شہادت ہرگز اس امر کے لئے پیش نہیں کی کہ ایک ولی کو محدث اور نبی کہنا ایک ہی بات ہے۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ کے سامنے ہرگز یہ سوال نہ تھا کہ ولی کو محدث یا نبی کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بلکہ حضرت اقدس کے سامنے صرف یہ سوال تھا۔ کہ امت محمدیہ میں مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ بند ہے۔ یا کھلا ہے۔ اور اسی امر کا جواب دیتے ہوئے اسی پرچہ کے صـ۱۱ کالم آخر پر فرماتے ہیں "اگر تمہارے اعتقاد کے موافق مان لیا جاوے۔ کہ اب کوئی سلسلہ وحی والہام نہیں رہا۔ اور وہ مُردہ ہو گیا ہے۔ تو پھر مردے سے کیا امید رکھ سکتے ہو۔"

پھر اسی امر پر بحث کرتے کرتے فرماتے ہیں۔ کہ مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں۔ مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں۔"

اب جب یہ سوال حل ہو گیا۔ کہ اس امت میں مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ تو سوال یہ رہا۔ کہ ایسے شخص کو کیا کہا جاوے۔ مجدد صاحب ایسے شخص کو نبی بھی کہتے ہیں۔ اور محدث بھی۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں۔ جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ (دیکھو تجلیات الٰہیہ صـ۲۶)

اور یہ تعریف جیسے میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ حضورؑ نے بموجب حکم الٰہی کی ہے۔ جیسے فرمایا "مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۶۵)

اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ ذرا سی عقل رکھنے والا میری مذکورہ بیان سے سمجھ جائیگا۔ کہ حضرت اقدسؑ نے مجدد صاحب کا حوالہ نبی اور محدث کے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے ہرگز درج نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف اور صرف اس امر کے لئے ذکر فرمایا ہے۔ کہ وہ بھی مکالمہ مخاطبہ کے قائل ہیں۔ اور بس۔ یہ الگ بحث ہے۔ کہ جس سے مکالمہ مخاطبہ ہو۔ اس کا کیا نام ہے۔ کوئی اس کا نام خواہ کچھ رکھے حضرت اقدسؑ اس کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتے ہیں۔

چنانچہ اسی پرچہ الحکم صـ۱۲ پر ہی حضرت اقدس نے فرمایا "مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ اور خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور کثرت سے ہوتا ہے۔ اسی کا نام نبوت ہے۔"

پیغامی صاحب کی تلملاہٹ

یہ پیغامی صاحب ہمارے ایک مطالبہ سے جو بارہا دفعہ ان کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ بہت گھبراتے اور قلم کو روک روک کر اور جھنجلا جھنجلا کر اور ہم کو گالیاں نکالکر فرماتے ہیں۔

"بعض غالی جب تنگ آ جاتے ہیں۔ تو پھر ان کا ایک ہی سوال رہ جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مراد محدثیت ہی ہے۔ تو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ پر جہاں جہاں لفظ نبی ہے وہاں نبی کی بجائے لفظ محدث رکھ کر دکھاؤ۔ اگر عبارت ٹھیک رہی تو ہم تسلیم کر لیں گے۔ کہ نبی سے مراد اس جگہ محدث ہے۔ ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ نبی سے مراد سچ مچ نبی اللہ ہی ہے۔"

پھر ہمارے اس درست اور کمر توڑنے والے ٹھوس مطالبے کو درج کر کے فرماتے ہیں۔ کہ "محدث اور امتی نبی چونکہ ایک ہی بات ہے۔ اس لئے ہم ہر جگہ جہاں لفظ نبی ہے۔ اس کے ساتھ مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق اُمتی کا لفظ لگا دیتے ہیں۔"

اور پھر اپنے مخصوص انداز میں فرماتے ہیں "یہ مسلمہ فریقین ہے۔ کہ نبی سے مراد اُمتی بھی ہے۔ پس سیاق وسباق کے مطابق ہم نے امتی نبی کا لفظ رکھ کر عبارت کو صحیح طور پر پڑھ کر دکھا دیا۔" سبحان اللہ کیا خوش بیانی اور نکتہ رسی ہے۔ فی الواقعہ یہ پیغامی صاحب قابل داد ہیں۔ خوب ہوا میں محل تیار کیا ہے۔

مثل مشہور ہے "آپے میں رَتی پچی آپے میرے نچے جیون" خود ہی ایک غلط بنیاد قائم کرتے ہیں۔ اور خود ہی اس پر عمارت کھڑی کرتے ہیں۔ اور ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

کی مثل کے مطابق شروع سے آخر تک پھر اُلٹے ہی چلتے ہیں۔

کیا میں خدانخواستہ یہ خیال کر لوں کہ آپ کو فاروق کی اپیل پر ابتک احساس نہیں ہوا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھلا اس عقل کے پتلے سے کوئی پوچھے کہ تم کو کس نے بتایا کہ محدث اور اُمتی نبی ایک ہی ہوتا ہے۔ اگر محدث اور امتی نبی ایک ہی بات ہے۔ تو پھر ایسے نبی تو مسیح موعودؑ سے قبل اس امت میں بہت گذرے ہونگے۔ کیونکہ رسول اول تو محدث حضرت عمرؓ کو قرار دیا گیا ہے۔ تو جس صورت میں حضرت اقدسؑ سے پہلے کئی محدث بمعنی نبی گذر چکے ہوں۔ تو پھر حضورؑ کے اس فرمان کے کیا معنے ہوئے "جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ اس لئے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"

اچھا پیغامی صاحب ذرا امتی نبی کا لفظ رکھ کر عبارت کو پڑھ دیجئے۔ صرف یہ کہدینے سے کہ ہم نے اُمتی نبی کا لفظ رکھ کر عبارت کو صحیح طور پر پڑھ دیا۔ عبارت صحیح تو نہیں ہوگی۔ ذرا پڑھ کر دکھا دیتے۔

مگر چونکہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ امتی نبی سے بھی بات نہیں بنتی۔ اس لئے آپ نے عبارت بنانے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ لیجئے صاحب آپ کے فرمان کے مطابق ہم اُمتی نبی لکھ دیتے ہیں۔ پھر ذرا عبارت کو صحیح طور پر پڑھ کر دکھا دیں۔ آپ کی تجویز کے مطابق عبارت اس طرح ہوگی۔

"جس قدر مجھ سے پہلے امتی نبی اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے امتی نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام اُمتی نبی اس نام کے مستحق نہیں" دیکھا کیسی فصیح اور صحیح عبارت آپ نے بنا دی۔ شیم۔ شیم۔ شیم۔

پھر فرماتے ہیں۔ کہ "یا ہم نبی کے پہلے امتی کی بجائے حسب تحریر مسیح موعود "مجازی" کا لفظ لکھ دیتے ہیں۔ تو بھی عبارت بالکل صحیح رہتی ہے" مکرم! امتی نبی رکھ کر پھر عبارت درج کر دی ہے پہلے اس کو صحیح کریں۔ اور پھر دوسری دفعہ امتی نبی کی بجائے مجازی نبی رکھ کر عبارت بنا دینا۔ ہم آپ کی بہادری اور علمی لیاقت کی ضرور داد دینگے۔

آپ نے دو دفعہ فرمایا ہے۔ کہ بمطابق وصیت حضرت مسیح موعودؑ یا حسب تحریر حضرت مسیح موعود۔ نبی کی جگہ امتی یا مجازی لگا دینگے۔ یہ بھی آپ نے درکمان نمک ہو کر ارشاد فرمایا ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کی اگر کوئی وصیت تھی۔ یا کوئی تحریر تھی۔ جس کو آپ لوگ کانوں میں انگلیاں لے لے کر زور شور سے بیان کیا کرتے ہیں تو یہ تھی۔ کہ نبی کے لفظ کو کاٹا ہوا سمجھو۔ اور اس کی جگہ محدث لکھو۔ (ملخص) پس امتی نبی یا مجازی کی بجائے آپ کو محدث ہی لکھ کر عبارت کو صحیح کرنا چاہیئے۔ پھر آپ گھبراہٹ کے عالم میں کھڑے ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ خواہ امتی نبی یا مجازی نبی اور محدث ہم معنی ہی ہیں۔ مگر پھر بھی ہم نبی کی جگہ ان الفاظ کو رکھ نہیں سکتے۔ اور اس کی وجہ آپ نے فی الواقعہ ایک معقول وجہ بتائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "یہ مطالبہ کہ نبی کی بجائے لفظ محدث رکھ کر دکھاؤ۔ اس کا دوسرے لفظوں میں یہ منشاء ہے۔ کہ اس جگہ لفظ نبی کے استعمال کی جو غرض ہے اس کو ہم باطل کر دیں۔ پس یہ مطالبہ ہی فضول ہے"

بے شک مولوی صاحب آپ نے درست فرمایا۔ کہ آپ کی یہ کوشش۔ کہ مجازی نبی۔ امتی نبی۔ محدث ہم معنی ہیں۔ بالکل فضول ہے۔ کیونکہ خواہ یہ الفاظ ہم معنے ہی ہوں۔ اور سب سے مراد محدث ہی ہو۔ پھر بھی نبی کے مقام پر آپ "نبی" ہی رکھیں۔ تو عبارت درست رہتی ہے۔ اور اگر محدث وغیرہ رکھیں تو نبی کے استعمال کی جو غرض ہے وہ فوت ہو جاتی ہے۔

رہا یہ سوال کہ نبی کے استعمال کی اس جگہ کیا غرض ہے۔ سو وہ بالفاظ حضرت مسیح موعودؑ واضح ہے "کہ جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال۔ اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا" اور جو بزرگ آپ سے قبل گذر چکے ہیں۔ ان کے لئے فرماتے ہیں۔

"تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو۔ تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اگر اسجگہ نبی کی بجائے محدث رکھا جاوے تو پھر کئی بزرگ آپ کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بالبداہت باطل ہے۔ اس لئے پیغامی صاحب نے صحیح فرمایا۔ کہ ہم نبی کی جگہ اگر محدث لکھیں گے۔ تو نبی کے لفظ کے استعمال کی غرض فوت ہو جائے گی۔

بالآخر آپ کا یہ فرمانا۔ کہ ہم معانی الفاظ کو بھی ہم ایک دوسرے کی جگہ اگر نہ رکھ سکیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ ایک مترادف لفظ کو دوسرے کی جگہ بالکل نہیں رکھنا چاہیئے۔ (ملخص) اور مثال کے طور پر محمدؐ۔ احمدؐ۔ رحمٰن اور رحیم کو پیش فرماتے ہیں۔ کہ گو معناً یہ ایک ہی ہیں۔ مگر پھر بھی ہم ایک کو دوسرے کی جگہ نہیں رکھ سکتے۔

یہ بھی مولوی صاحب نے کبوتر کی طرح خود آنکھیں بند کر کے بلی کی آنکھوں کو بھی بند سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ کون عقلمند ہے۔ جو محمدؐ اور احمدؐ کو ہم معنے قرار دیتا ہو۔ اور پھر کون رحیم اور رحمان کو ہم معنے قرار دیتا ہے۔ محمدؐ الگ مفہوم رکھتا ہے۔ احمدؐ کا الگ مفہوم ہے۔ اسی طرح رحمٰن کے اور معنے ہیں۔ رحیم کے اور۔ اسیطرح محدث کا اور مفہوم ہے اور نبی کا اور۔ نہ نبی کا لفظ محدث کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے اور نہ محدث کا لفظ نبی کے مقام پر۔ فتدبروا وتفکروا۔

(ابوالبشارت عبدالغفور (مولوی فاضل)

حیرت ہے کہ آپکو فاروق کی اپیل کا ابتک احساس نہیں ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

کیا یسوع کے معجزات اختیاری اور اقتداری تھے؟

(۱)

جب ہم یسوع کے معجزات کے بالمقابل دوسرے انبیاء کرام کے معجزات پیش کرتے ہوئے الوہیت مسیح کی اس دلیل کا رد کرتے ہیں۔ تو نصاریٰ کی طرف سے عموماً کہا جاتا ہے۔ کہ یہ تو بالکل ٹھیک ہے کہ پہلے انبیاء بھی معجزات دکھلاتے تھے۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے معجزات میں اختیار اور اقتدار ہرگز نہیں تھا۔ یعنی وہ جب چاہیں، معجزات نہیں دکھلا سکتے تھے۔ لیکن برخلاف اس کے یسوع کے معجزات میں اقتدار اور اختیار علی وجہ لاتم پایا جاتا ہے اور آپ جب بھی چاہتے معجزات دکھلاتے تھے۔ جیسا کہ ان کے اقتدار کے متعلق متی ۲۸/۱۸ میں صاف لکھا ہے۔ "کہ اس کو (یعنی یسوع) کو زمین و آسمان کا کل اختیار دیا گیا" پس خداوند یسوع معجزات دکھلانے میں کسی کا محتاج نہیں۔ بلکہ اس کے اختیار میں ہے کہ جیسا چاہے وہ کرے۔ اس لئے وہ الوہیت کا حقدار ہے۔

الجواب اوّل۔ واضح ہو کہ اگر ذرہ بھر بھی تفکر و تدبر سے کام لیا جائے۔ تو عیسائی صاحبان کا یہ آخری عذر بالکل لغو اور بے بنیاد ٹھیرتا ہے۔ اور اس کی مضبوطی تار عنکبوت سے زیادہ ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ مذکورہ آیت (جو کہ میرے بیان کی مؤید ہے نہ کہ مخالف) سے مترشح ہے کہ یسوع مسیح بھی کسی ذی جبروت ہستی کا محتاج ہے نہ کہ خود مختار۔ جیسا کہ محولہ بالا آیت کے الفاظ "مجھے زمین و آسمان کا کل اختیار دیا گیا" سے ظاہر ہے کیونکہ اگر واقع میں ہی یسوع مسیح خود خداوند تھے۔ تو ایسا ہرگز نہ کہتے۔ کہ "مجھے تمام اختیار دیا گیا" بلکہ انہیں تو یوں کہنا چاہیئے تھا" کہ تمام اختیار میرا اپنا ہے"۔

لیکن ان کا ایسا نہ کہنا دلیل ہے اس بات پر کہ وہ اپنے آپ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ محض خدا کے فضل اس کی مرضی اور وسیلے سے انہیں اختیار ملا ہے اور اس میں یسوع کی ہی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی صفات میں سے اس کے مقربین نبیوں کو بھی کچھ نہ کچھ حصہ دیا جاتا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے تو وہ نبیوں پر بھی اس کے دروازے کھولتا ہے اور انہیں بھی اس نعمت سے بہرہ ور کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء کرام مظہر اللہ ہوتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی صفات ان کے ذریعہ سے ظہور میں آتی ہیں (نہ کہ وہ خود خدا ہوتے ہیں) اور انہیں جو کچھ بھی ملتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے وسیلے اور اس کے ذریعے سے جیسا کہ مسیح علیہ السلام بھی خود فرماتے ہیں۔ کہ مجھے یہ سب اختیار خدا تعالیٰ نے سونپا ہے (متی ۱۱/۲۷ وگرنہ میں اپنے آپ کچھ نہیں کر سکتا۔ یوحنا ۵/۳۰)

اس کے بعد میں پھر مسیحی بھائیوں سے اپیل کروں گا۔ کہ وہ سوچیں اور سمجھیں۔ اور غور کریں کہ "اختیار دیا گیا" کے الفاظ سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ کیا یہی نہیں۔ کہ یسوع محتاج تھا۔ اور خدا غنی۔ یسوع لینے والوں میں تھا۔ اور خدا دینے والا۔ پس کیا ایک محتاج ایک غنی کے برابر ہو سکتا ہے۔ اور پھر کیا وہ جو خود محتاج ہے خدا کہلا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں سو مذکورہ آیت میں الوہیت کی زبردست تردید ہے نہ کہ تائید۔ فتدبروا۔ فتدبروا۔ فتدبروا۔

جواب دوم۔ اناجیل کا مطالعہ بنظر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کو اقتداری یا اختیاری معجزات دکھلانے کا ہرگز دعویٰ نہیں تھا۔ بلکہ وہ تو صاف بوضاحت کہتے ہیں۔ کہ جو کچھ بھی تھوڑا بہت میں کر کے دکھلاتا ہوں۔ اپنی طاقت سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے نام اس کے وسیلے اور دعا اور روزہ کے ذریعے سے۔ لیکن برخلاف اس کے میں اپنے آپ کچھ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

(۱) "میں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ بلکہ جیسا میں سنتا ہوں حکم کرتا ہوں۔ کیونکہ میری عدالت راست ہے۔ اس لئے اپنی مرضی کو نہیں بلکہ باپ کی مرضی کو جس نے مجھے بھیجا چاہتا ہوں۔ اگر میں اپنی گواہی آپ دوں۔ تو میری گواہی سچی نہیں" (یوحنا ۵/۳۰ ۶/۳۸) (۲) "تب یسوع نے جواب دیا اور کہا۔ کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر وہ جو باپ کو کرتے دیکھے کیونکہ جو کچھ کہ وہ کرتا ہے بیٹا بھی اسی طرح سے کرتا ہے" یوحنا ۵/۱۹ (۳) "میں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر جو باپ نے مجھے سکھلایا" (یوحنا ۸/۲۸) (۴) "یہ جن بغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکالے جا سکتے" (متی کی انجیل ۱۷/۲۱ مطبوعہ ۱۸۷۰ء) پس اختیار اور اقتدار اڑ گیا۔ (۵) "اور کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں۔ بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے۔ اور لینے کا بھی اختیار ہے۔ یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا ہے" (یوحنا ۱۰/۱۸) لفظ حکم اور اختیار پر غور کریں۔ (۶) "میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے" یوحنا ۱۴/۱۶) "اور دیکھو دنیا کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔۔۔۔۔ اور جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا ہے میں ویسا ہی کرتا ہوں" (یوحنا ۱۴/۳۱) لفظ درخواست اور حکم پر غور کریں۔ اگر یسوع خود صاحب اختیار ہوتا۔ تو ایسا ہرگز نہ کہتا۔ (۷) زبدی کے بیٹوں کو یسوع جواب دیتا ہے کہ "میری دہنی اور میری بائیں طرف بٹھلانا میرے اختیار میں نہیں۔ کہ کسی کو دوں" (متی ۲۰/۲۳) پس کسی کو دہنی بائیں بٹھلانا بھی اس کے اختیار میں نہیں۔ چہ جائیکہ تمام زمین و آسمان کا اختیار اس کا اپنا ہو۔

مجھے افسوس ہے کہ آج تک باوجود چار دفعہ یاددہانی کے آپ نے فاروق کیلئے ایک خریدار بھی نہیں دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نمبر ۳۵۶۶۔ منکہ محمد حسین ولد میاں فضل دین صاحب قوم دھانی پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ سید نگر یا مسجد بر نیوالی۔ گوجرانوالہ شہر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ بلکہ میرا گزارہ ماہوار آمدنی پر ہے۔ جو اس وقت ۵۸/۰ روپے ماہوار ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو ماہوار تا زیست ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد:۔ محمد حسین بقلم خود موصی کلرک فیروزپور آرسنل ۹ ۱۲/۳۱۔ گواہ شد:۔ محمد حسین اپر ڈویژن اسسٹنٹ فیروزپور آرسنل۔ گواہ شد:۔ محمد عبداللہ کلرک آرسنل فیروزپور۔

نمبر ۳۳۱۲۔ منکہ ملک نواب خاں ولد مراد خاں صاحب۔ قوم اعوان پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۲۰ برس تاریخ بیعت پیدائشی ساکن خوشاب ضلع شاہ پور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۳۵/۱۰ روپے بصورت ملازمت ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

المرقوم ۱۰/۳۵ ۲۔ العبد:۔ نواب خان بقلم خود پبلک ہیلتھ ڈسپنسر۔ گواہ شد:۔ محمد عثمان احمدی اپر ڈویژن اسسٹنٹ راولپنڈی آرسنل۔ گواہ شد محمد سعید ارشد جنرل سکرٹری راولپنڈی۔

نمبر ۴۰۱۸۔ منکہ نواب خاں ولد فضل خاں صاحب قوم آوان پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن محمودہ۔ ڈاک خانہ چک بیلی خاں تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۳/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار مبلغ بیس ۲۰ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔

العبد:۔ نواب خاں بقلم خود۔ کلرک ریاست کوٹ فتح خاں۔ ضلع اٹک۔ گواہ شد:۔ قاضی محمد رشید عفی عنہ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔ گواہ شد:۔ ایم۔ اے۔ ایاز۔ انسپکٹر وصایا راولپنڈی۔

نمبر ۴۴۴۹۔ منکہ کشور سلطان زوجہ بابو محمد جمیل خاں صاحب قوم قریشی ہاشمی عمر ۲۲ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن فیروزپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے متروکہ کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد رقم زیور قیمتی تین صد روپیہ۔ اور مہر مبلغ پانچ صد روپیہ ہے میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو سکے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائیداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو میرے متروکہ میں سے وہ حصہ یا جزو ادا شدہ شمار ہوگا۔ فقط

العبد:۔ کشور سلطان موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد جمیل خاں خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد حسین سکرٹری وصایا۔ فیروزپور۔

نمبر ۱۴۱۷۔ منکہ امۃ القیوم زوجہ عبدالقدیر خاں قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کاٹھگڑھ تحصیل گڑھ شنکر۔ ضلع ہوشیارپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے:۔

میرا زیور اور حق مہر ۵۰۰/۰ روپیہ ہے۔ اور اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کے کرتی ہوں۔ میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ملازمت پر ہے۔ جو مبلغ آٹھ روپے ماہوار ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ کے حساب سے ماہ و ماہ ادا کرتی رہوں گی۔ اگر میں کوئی رقم حصہ جائیداد وصیت کردہ سے داخل خزانہ صدر قادیان کے کروں گی تو اس کی رسید لونگی۔ جو اصل رقم وصیت کردہ مذکور سے منہا تصور ہوگی۔

میری وفات کے وقت جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ امۃ القیوم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبدالمنان امیر جماعت احمدیہ کاٹھگڑھ۔ گواہ شد:۔ عبدالقدیر چوہدری خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ سید محمد علی شاہ کارکن بیت المال۔

نمبر ۳۴۰۰:۔ منکہ شیخ مبارک احمد ولد منشی محمد الدین صاحب قوم شیخ (رودھاوں) عمر ۲۱ سال

کیا میں یہ سمجھ لوں کہ آپ کو اپنے پریس کی مضبوطی کا مطلق خیال نہیں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدائش ۶ اکتوبر ۱۹۱۰ء تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن محلہ دارالبرکات قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی آمد نہیں البتہ میری ۱۳ مرلہ زمین سکنی محلہ دارالانوار واقعہ قادیان میں قیمتی ۱۰/۵۰۰ روپیہ کی ہے۔ جو متصل مکان مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل کے ہے۔ میں اپنی اس جائیداد موجودہ کے ۱/۴ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور یہ لکھ دیتا ہوں۔ کہ جس وقت میں برسر روزگار ہوا اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۴ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۴ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت حصہ جائیداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

العبد:۔ خاکسار شیخ مبارک احمد عفی عنہ۔ ۲ ۲/۳۱

گواہ شد: محمد الدین ملتانی۔ محرر بہشتی مقبرہ۔

گواہ شد:۔ شیخ نذیر احمد بقلم خود۔ برادر موصی۔

نمبر ۳۴۱۲:۔ منکہ مبارک احمد ولد چوہدری امان اللہ صاحب قوم زمیندار پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴-۵ء۔ ساکن بہلولپور تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ حال کوہاٹ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم فروری ۱۹۳۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) ایک ہزار روپیہ زر رہن بعوض ایک قطعہ اراضی واقعہ رقبہ بہلولپور (۲) ماہوار تنخواہ ۱۰/۴۰ ۲ روپیہ۔

اقرار یہ ہے۔ کہ ایک ہزار روپیہ زر رہن کا ۱/۴ حصہ مبلغ یک صد روپیہ باقساط اور تنخواہ کا ۱/۴ حصہ مبلغ چوبیس ۲۴ روپے ادا کرتا رہونگا۔

مبلغ یک صد روپیہ پورا کرنے کے بعد تادم زیست آمد ماہوار کا حصہ ادا کرتا رہونگا۔ ماہوار کی کمی بیشی کی اطلاع کرتا رہونگا۔ موجودہ جائیداد پر اور کسی قسم کی زیادتی ہو تو اس کے دسویں حصہ کی ادائیگی بھی کرتا رہونگا۔

العبد:۔ مبارک احمد عفی عنہ سکرٹری میونسپل کمیٹی کوہاٹ۔ گواہ شد:۔ فخر الدین احمدی کلرک این سپلائی ڈپو کوہاٹ۔ گواہ شد:۔ سید محمد حسین سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کوہاٹ۔ ۱ ۲/۳۱

(ضمیمہ اخبار الاسلام مرسلہ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۰ کالم ۳)

اخباروں میں شائع کرائے۔ اسکے متعلق میں نے موصی صاحبان کو توجہ دلائی تھی جس پر بعض نے توجہ کی ہے اور ابھی بہتوں نے توجہ نہیں کی۔ حضرت اقدسؑ کے ارشاد کی تعمیل ضروری ہے۔ جن موصیوں کی وصیت دو اخباروں میں نہیں چھپی وہ جلد شائع کراویں۔ قانونی لحاظ سے بھی یہ ضروری ہے۔

(۲) گذشتہ مشاورۃ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ جن موصیوں نے صرف جائداد کی وصیت کی ہوئی ہے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حصہ آمد کی بھی وصیت کریں۔ میں اس کی نسبت پہلے بھی اطلاع دے چکا ہوں کہ جو موصی حصہ آمد کی وصیت نہیں کرینگے۔ ان کی وصیتیں منسوخی کے لئے مجلس میں پیش کر دی جائینگی۔ مگر اس طرف موصیوں نے توجہ نہیں کی۔ لہذا پھر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جلد سے جلد حصہ آمد کی وصیت کر کے بھجوا دیں:

(سکرٹری بہشتی مقبرہ)

امراض دندان کا مشہور و معروف پائیرس دواخانہ

جو دوست میٹھی۔ ٹھنڈی۔ خوشبودار منجن استعمال کر کے مرف منہ کے اندر کے حصہ کو خوشبودار بنانا چاہتے ہیں۔ وہ میری دوائیاں منگوانے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ میری تین قسم کی دوائیاں جنکو بار بار کشتہ کر کے بڑی محنت اور جانفشانی سے بوٹیاں اور انکی جڑھوں کو حاصل کیا ہے۔ ان ادویات میں ملایا گیا ہے۔ یہ ادویات دانتوں کے خون۔ مسوڑوں کی پیپ منہ کی فاضلہ گندی بدبودار رطوبت کو زائل کرتی ہیں اور ان کا اثر مسوڑوں کے اندر تک ہوتا ہے جس سے وہ جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں جو دانتوں کے درمیان مسوڑوں میں رہ کر گندہ مادہ پیدا کرتے رہتے ہیں۔ پائیرس لوشن پائیرس پوڈر۔ پائیرس کریم۔ انکی اجماعی قیمت باوجود اس قدر محنت کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ ہر احمدی بھائی فائدہ اٹھا سکے۔ قیمت صرف ۱ عہ۔ (خاکسار فقیر احمد خان احمدی ماہر امراض دندان (پائیرس دواخانہ جالندھر چھاؤنی پنجاب)

وصایا کے متعلق ضروری اعلان

(۱) الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر موصی کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنی وصیت کو دو ۲

خاص عنایت۔ اٹھرا کی گولیاں

(حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا خاص نسخہ)

اولاد خدا کی بڑی نعمت ہے لیکن بعض بیماریوں کے علاج نہ کرنیکی وجہ سے بہت سے خاندان اس نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ ان بیماریوں میں سے ایک بڑی بیماری اٹھرا کی ہے حضرت حکیم الامت مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ نے علاوہ اور بہت سے لاثانی نسخوں کے ایک نسخہ اٹھرا کی بیماری کے دفعیہ کیلئے بھی اپنی یادگار چھوڑا ہے جو کہ بہت سے خاندانوں کو ثمرور اور بار رونق کر کے چہار اطراف سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ یہ نسخہ ہمارے ہاں نہایت احتیاط سے تیار کیا جاتا ہے جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں۔ یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہوں یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ انکے لئے یہ دوائی زندگی کا پیغام ہے۔ کستوری جیسے قیمتی مرکبات کے باوجود قیمت میں خاص رعایت کر دی ہے۔ یعنی ۱ عہ فی تولہ کی بجائے ۱۴ فی تولہ۔ گیارہ تولہ مکمل خوراک کی قیمت ۸/ روپے۔

۱ ۲۔ اسّی فیصدی امراض کا واحد علاج یعنی ست سلاجیت آفتابی۔ یہ مشہور عالم دوائی ہے جو کہ شکستہ ہڈیوں کو جوڑتی۔ بلغم کو خارج کرتی۔ جریان و احتلام کو روکتی ۴ کمزوری گردہ و مثانہ کو دور کرتی اور جسم کو طاقتور بناتی ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے رعایتی قیمت صرف ۴ فی تولہ:

ملنے کا پتہ:۔ حکیم عبدالعزیز بٹالوی دواخانہ رفیق زندگی قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور۔ (پنجاب)